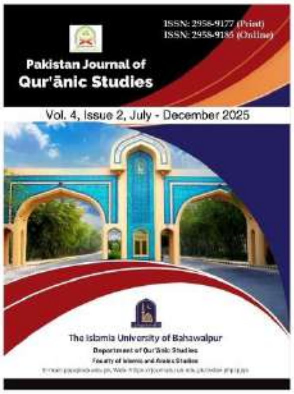

Pakistan Journal of Qur'ānic Studies

ISSN Print: 2958-9177, ISSN Online: 2958-9185

Vol. 4, Issue 2, July – December 2025, Page no. 135-159

HEC: https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1089226#journal_result

Journal homepage: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs

Issue: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/issue/view/289

Link: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/article/view/4281

Publisher: Department of Qur'ānic Studies, the Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

---

Title **Evaluating Interpretive Methodology: A Critical Study of Qadiani Readings of Key Quranic Terms**

Author (s): **Dr. Qari Aziz Haider**
Assistant Professor, (Visiting Faculty) University of Rawalpindi, Rawalpindi. drhaider092@gmail.com

Dr. Yasir Arfat (Corresponding Author)
Associate Professor, Department of Arabic & Islamic Studies, Government College University Faisalabad.
yasirawan@gcuf.edu.pk

Received on: 05 December, 2025
Accepted on: 08 December, 2025
Published on: 19 December, 2025

Citation: Dr. Qari Aziz Haider, and Dr. Yasir Arfat. 2025. " تفسیری طریقہ کا ر کاجائزہ: اہم قرآنی مصطلحات کی قادیانی تعبیرات کاتنقیدی مطالعہ : Evaluating Interpretive Methodology: A Critical Study of Qadiani Readings of Key Quranic Terms". *Pakistan Journal of Qur'ānic Studies* 4 (2):135-59. https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/article/view/4281.

Publisher: The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

All Rights Reserved © 2024 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

تفسیری طریقہ کار کا جائزہ: اہم قرآنی مصطلحات کی قادیانی تعبیرات کا تنقیدی مطالعہ

Evaluating Interpretive Methodology: A Critical Study of Qadiani Readings of Key Quranic Terms

Dr. Qari Aziz Haider
Assistant Professor, (Visiting Faculty) University of Rawalpindi, Rawalpindi.
drhaider092@gmail.com
Dr. Yasir Arfat (Corresponding Author)
Associate Professor, Department of Arabic & Islamic Studies, Government College University Faisalabad. yasirawan@gcuf.edu.pk

Abstract
The article provides a detailed analysis of Qur'anic hermeneutics by examining sound interpretive methods in contrast to the flawed exegetical approaches employed by heterodox groups, including the Qadiani/Ahmadi movement. The text starts by describing the linguistic and technical elements of ta'wīl, together with its necessary conditions, and the vital academic qualifications that enable proper interpretation. The research shows that various historical deviant groups, such as ḥadīth deniers and rationalist innovators and modernists, have misused Qur'anic language to prove their existing beliefs. The main focus of this study is to investigate how the Qadiani group interprets fundamental Qur'anic terms, including nabī, khātam al-nabiyyīn, mutawaffīka, khala, yawm al-dīn, and al-ḍāllīn. The article uses classical exegesis and linguistic sources, together with authoritative works by Shaykh Meher Ali Shah, Ibn Kathīr, al-Ṭabarī, and al-Qurṭubī, to prove that Qadiani readings oppose linguistic usage and prophetic traditions, as well as Muslim scholarly consensus. The defense of prophet hood's finality stands as the main focus, together with the belief in Jesus' ascension and his second coming, and the traditional interpretations of end-time events. The research shows that Islamic doctrine requires authentic interpretive methods to protect itself from doctrinal deviation.

Keywords: *Quran, Tafsir, Evaluating, Terminology, Qadiani*

تمہید:

قرآن مجید اللہ تعالی کا آخری کلام ہے جسے اس نے نبی آخر الزماں محمد مصطفی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر نازل فرمایا ہے قرآن حکیم سابقہ الہامی کتب کی تصدیق کرنے والا کلام ہے اور قیامت تک کے لیے صحیفہ رشد وہدایت ہے قرآن مجید کی خاص اصطلاحات ہیں جس کی تفہیم و تشریح کے لیے قرآنی نظائر کو ہی پیش نظر رکھنا ضروری ہے اسی لیے مفسرین اور ائمہ علوم القرآن نے ترجمہ، تفسیر اور تاویلات کے اصول وضوابط مرتب کیے ہیں جن کی روشنی میں کلام اللہ کی تفہیم و تشریح ہی سلف صالحین کا

طریقہ کار رہا ہے۔ مسلمانوں میں مختلف مذہبی گروہ اور فرقوں نے کلام اللہ ہی کی اصطلاحات کو اپنے معنی پہنائے ہیں اور اپنے باطل عقائد کو قرآنی تاویلات کی تائید سے صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ان میں نمایاں گروہ اہل قرآن، منکرین حدیث ،ملحدین، تجدد پسند اور خوارج وروافض کے بعض گروہ بھی شامل ہیں۔ بیسویں صدی عیسوی میں برصغیر پاک وہند میں بھی ایک نئے مذہب کی بنیاد مرزا غلام احمد قادیانی نے رکھی جو اپنے آپ کو مجدد، مصلح، مہدی موعود اور مسیح موعود کے درجے پر فائز کرتے ہوئے ایک نئی فکر کا ترجمان بنا۔ مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں نے ان کے ان مذمومہ تصورات کی تائید کے لیے قرآن مجید کی آیات کی تاویلات سے مدد حاصل کی اور ان تاویلات پر اپنے مذہب کی بنیاد رکھی جو اس وقت قادیانیت واحمدیت کی شکل میں موجود ہے احمدی فکر کے مفسرین نے قرآن مجید کی خاص اصطلاحات نبی، خاتم، متوفی، خلت، یوم الدین، ضالین وغیرہ کی جو تاویلات کی ہیں اس مقالہ میں ان کے نقطہ نظر اور تاویلات کا مسلمان اہل علم کی تفسیری آراء کی روشنی میں تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

تعارف:

قرآن کریم اللہ تعالی کا ایسا کلام ہے کہ جس میں کسی قسم کی غلطی کی گنجائش نہیں ہے اس کے نصوص بالکل واضح ،صریح اور غیر متعارض ہیں ان کی تفسیر و تشریح میں کسی ابہام اور تاویل کی گنجائش نہیں اور نہ ہی ان میں مختلف معانی اور آراء کا احتمال ہے۔ جبکہ بعض نصوص ایسے ہیں جو غیر واضح اور مجمل ہیں یا باہم متعارض معلوم ہوتے ہیں ان میں کسی ایک معنیٰ کی تعیین اور ظاہری تعارض کو دور کرنے کے لئے تاویل کی ضرورت پڑتی ہے مگر نصوص متعارضہ اور مجملہ میں تاویل کر کے کسی ایک معنیٰ اور مراد کی تعیین ہر کسی کا کام نہیں، نہ ہی ہر کس و ناکس کو اس کی اجازت ہے بلکہ اس کے لئے قرآن و سنت، لغتِ عرب، قواعدِ عربیہ اور دیگر متعلقہ علوم وفنون میں مہارت ضروری ہے، تاکہ قرآن و سنت کا صحیح مفہوم متعین ہو سکے۔ عصرِ حاضر میں بہت سے لوگ قرآن وحدیث کے نصوص کی تعبیر و تشریح اور اس میں من مانی تاویل کو نہ صرف دین کی خدمت بلکہ اپنا ذاتی حق سمجھتے ہیں جبکہ اس کی اہلیت ان میں نہیں ہوتی۔ جس کے نتیجے میں وہ طرح طرح کی بے راہرویوں اور غلط فہمیوں کے شکار ہوتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی شکوک وشبہات میں مبتلا کر کے فتنے کا باعث بنتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے قرآن و سنت کی من مانی تشریح اور بغیر علمی مہارت کے اس میں رائے دہی سے منع فرمایا ہے۔ حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک نقل فرماتے ہیں: "مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ "[1]

"جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے اور اپنی صواب دید سے کی، اور بات صحیح و درست نکل بھی گئی تو بھی اس نے غلطی کی"۔

[1] Al-Sijistānī, Sulaymān ibn Ashʿath ibn Isḥāq al-Sijistānī, Sunan Abī Dāwūd, Kitāb al-ʿIlm, Bāb al-Kalām fī Kitāb Allāh bi-ghayri ʿilm, ḥadīth raqam: 3652.

مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں ملا علی قاری لکھتے ہیں: "(مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ) أَيْ: فِي لَفْظِهِ أَوْ مَعْنَاهُ (بِرَأْيِهِ) أَيْ: بِعَقْلِهِ الْمُجَرَّدِ (فَأَصَابَ) أَيْ: وَلَوْ صَارَ مُصِيبًا بِحَسَبِ الِاتِّفَاقِ (فَقَدْ أَخْطَأَ) أَيْ: فَهُوَ مُخْطِئٌ بِحَسَبِ الْحُكْمِ الشَّرْعِيِّ. قَالَ ابْنُ حَجَرٍ أَيْ أَخْطَأَ طَرِيقَ الِاسْتِقَامَةِ بِخَوْضِهِ فِي كِتَابِ اللَّهِ بِالتَّخْمِينِ وَالْحَدَسِ لِتَعَدِّيهِ بِهَذَا الْخَوْضِ مَعَ عَدَمِ اسْتِجْمَاعِهِ لِشُرُوطِهِ، فَكَانَ آثِمًا بِهِ مُطْلَقًا، وَلَمْ يَعْتَدَّ بِمُوَافَقَتِهِ لِلصَّوَابِ لِأَنَّهَا لَيْسَتْ عَنْ قَصْدٍ وَلَا تَحَرٍّ، بِخِلَافِ مَنْ كَمُلَتْ فِيهِ آلَاتُ التَّفْسِيرِ وَهِيَ خَمْسَةَ عَشَرَ عِلْمًا"[2]

ترجمہ: جو شخص قرآن کے بارے میں (یعنی اس کے الفاظ یا معنی میں) (اپنی رائے میں) کہے، یعنی اپنے ذہن سے (اور درست ہے) یعنی اگر وہ معاہدے کے مطابق درست ہو تو بھی۔ اس نے غلطی کی) یعنی وہ شرعی حکم کے مطابق غلط ہے۔ علامہ ابن حجر نے کہا، یعنی اس نے قیاس اور وجدان سے کتاب الٰہی کا مطالعہ کر کے صراط مستقیم پر بھٹکا دیا، کیونکہ اس نے اس غور و فکر میں حد سے تجاوز کیا۔ اس نے اپنی شرائط پوری کیں۔ پس وہ اس کی وجہ سے مکمل طور پر گنہگار تھا، اور اس نے اپنے معاہدے کو صحیح نہیں سمجھا کیونکہ یہ جان بوجھ کر یا آزادانہ طور پر نہیں کیا گیا تھا۔ اس کے برعکس جس میں تعبیر کے آلات کامل ہیں جو کہ پندرہ علم ہیں۔

زیرِ نظر مقالہ میں تاویل کا معنیٰ و مفہوم اور اس کی شرائط اور تاویلات قرآنی: معاصر نقطہ ہائے نظر، منتخب قرآنی اصطلاحات پر بحث کی گئی ہے۔

تاویل کا لغوی معنیٰ:

1: لفظِ تاویل لغت میں "اَول" سے ماخوذ ہے، جس کے معنیٰ ہیں رجوع کرنا اور انجام کی طرف لوٹانا۔ علامہ ابن منظور افریقیؒ لکھتے ہیں: "هو من آل الشيء يؤول إلى كذا أي رجع وصار إليه"[3]

ترجمہ: تاویل "آل" سے نکلا ہے جس کا معنیٰ ہے لوٹنا اور واپس جانا۔

عرب کے اس قول: ما تأويل هذا الكلام؟ کا مطلب یہ ہے کہ "اس کلام سے کیا مراد ہے؟" قرآنِ کریم میں بھی یہ لفظ انجام واضح کرنے کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: يَوْمَ يَأْتِي تَأْوِيلُهُ"[4]

یعنی جس دن اس کا انجام واضح ہو جائے گا۔

---

2 Al-Qārī, ʿAlī ibn (Sulṭān) Muḥammad, Abū al-Ḥasan Nūr al-Dīn al-Mullā al-Harawī al-Qārī (al-mutawaffā: 1014 AH), Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ, al-nāshir: Dār al-Fikr, Bayrūt – Lubnān, al-ṭabʿah: al-ūlā, 1422 AH – 2002 CE, ʿadad al-ajzāʾ: 9, v. 1, ṣ. 310.

3 Al-Ifrīqī, Muḥammad ibn Mukarram ibn Manẓūr al-Ifrīqī, Lisān al-ʿArab, al-ṭabʿah al-ūlā, Dār Ṣādir, Bayrūt, v. 11, ṣ. 32.

4 Al-Aʿrāf, 7:53.

2: امام بدرالدین زرکشی تاویل کے متعلق لکھتے ہیں۔ " فَكَأَنَّ التَّأْوِيلَ صَرْفُ الْآيَةِ إِلَى مَا تَحْتَمِلُهُ مِنَ الْمَعَانِي"[5]

ترجمہ: پس گویا کہ تاویل آیات ونصوص کو ان معانی کی طرف پھیر دینے کا نام ہے جن کی وہ محتمل ہوتی ہیں۔

3: علامہ ڈاکٹر محمد حسین الذہبی تاویل کے متعلق لکھتے ہیں: "التأويل مأخوذ من الإيالة وهى السياسة، فكأن المؤوِّل يسوس الكلام ويضمه فى موضعه"[6]

"دوسرا قول یہ ہے کہ تاویل "ایالۃ" سے ماخوذ ہے جس کے معنیٰ ہیں سیاست، گویا کہ کلام کی تاویل کرنے والے نے اس کا انتظام درست کر دیا اور اس میں معنیٰ کو اس کی جگہ پر رکھ لیا ہے۔

اصطلاحی تعریف: اصطلاح میں تاویل کی کئی تعریفیں کی گئی ہیں، چند اہم تعریفات مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے تاویل کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"تَوْجِيهُ لَفْظٍ مُتَوَجِّهٍ إِلَى مَعَانٍ مُخْتَلِفَةٍ إِلَى وَاحِدٍ مِنْهَا، بِمَا ظَهَرَ مِنَ الْأَدِلَّةِ "[7]

ترجمہ: مختلف معانی کی طرف متوجہ ہونے والے لفظ کو ان معانی میں سے کسی ایسے معنیٰ کی طرف متوجہ کرنے (کوئی ایک معنیٰ متعین کرنے) کا نام تاویل ہے جو کہ دلائل سے ظاہر ہو۔

2۔ علامہ محمد حسین الذہبی نے تاویل کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے: "التأويل حمل الظاهر على المحتمل المرجوح "[8] ترجمہ: ظاہر کو ایسے احتمال پر حمل کرنا جو کہ مرجوح ہو تاویل کہلاتا ہے۔

3: علامہ ابن منظورؒ نے تاویل کی تعریف کرتے ہوئے دلیل کی قید کا اضافہ بھی فرمایا ہے: "والمراد بالتأويل نقل ظاهر اللفظ عن وضعه الأصلي إلى ما يحتاج إلى دليل لولاه ما ترك ظاهر اللفظ "[9]

ترجمہ: تاویل سے مراد لفظ کے ظاہر کو اس کے معنیٰ اصلی سے ایسے معنیٰ کی طرف نقل کرنا ہے جو دلیل کا محتاج ہو اگر یہ دلیل نہ ہوتی تو لفظ کے ظاہری معنیٰ کو نہ چھوڑا جاتا۔

---

5 Al-Zarkashī, Badr al-Dīn Muḥammad ibn ʿAbd Allāh al-Zarkashī (al-mutawaffā: 794 AH), al-Burhān fī ʿUlūm al-Qurʾān, Dār Iḥyāʾ al-Kutub al-ʿArabiyyah, al-ṭabʿah al-ūlā, 1376 AH, v. 2, ṣ. 148.

6 Al-Dhahabī, al-Duktūr Muḥammad al-Sayyid Ḥusayn al-Dhahabī (al-mutawaffā: 1398 AH), al-Tafsīr wa al-Mufassirūn, al-nāshir: Maktabat Wahbah, al-Qāhirah, ʿadad al-ajzāʾ: 3 (al-juzʾ al-thālith huwa nuqūl wujidat fī awrāq al-muʾallif baʿda wafātih wa nasharahā al-Duktūr Muḥammad al-Biltājī), v. 1, ṣ. 14.

7 Al-Suyūṭī, Jalāl al-Dīn ʿAbd al-Raḥmān ibn Abī Bakr al-Suyūṭī, al-Itqān fī ʿUlūm al-Qurʾān, Maktabah Nizār, Muṣṭafā al-Bānī, al-Riyāḍ, 1394 AH, v. 4, ṣ. 192.

8 Al-Dhahabī, Muḥammad al-Sayyid Ḥusayn al-Dhahabī, al-Tafsīr wa al-Mufassirūn, Maktabat Wahbah, al-Qāhirah, v. 1, ṣ. 15.

9 Al-Ifrīqī, Muḥammad ibn Mukarram ibn Manẓūr al-Ifrīqī, Lisān al-ʿArab, Dār Ṣādir, Bayrūt, v. 11, ṣ. 32.

4: علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ تعددِ اصطلاحات کی بناء پر تاویل کے تین معانی ہیں:

"أَحَدُهَا:هُوَ الْحَقِيقَةُ الَّتِي يُؤَوَّلُ إلَيْهَا الْكَلَامُالثَّانِي: أَنَّ التَّأْوِيلَ بِمَعْنَى التَّفْسِيرِ وَهَذَا هُوَ الْغَالِبُ عَلَى اصْطِلَاحِ ،الثَّالِثُ:وَهُوَ اصْطِلَاحُ كَثِيرٍ مِنْ الْمُتَأَخِّرِينَ مِنْ الْمُتَكَلِّمِينَ فِي الْفِقْهِ وَأُصُولِهِ: أَنَّ التَّأْوِيلَ هُوَ صَرْفُ اللَّفْظِ عَنْ الِاحْتِمَالِ الرَّاجِحِ إلَى الِاحْتِمَالِ الْمَرْجُوحِ؛ لِدَلِيلِ يَقْتَرِنُ بِهِ وَهَذَا هُوَ الَّذِي عَنَاهُ أَكْثَرُ مَنْ تَكَلَّمَ مِنْ الْمُتَأَخِّرِينَ فِي تَأْوِيلِ نُصُوصِ الصِّفَاتِ وَتَرْكِ تَأْوِيلِهَا؛ وَهَلْ ذَلِكَ مَحْمُودٌ أَوْ مَذْمُومٌ أَوْ حَقٌّ أَوْ بَاطِلٌ؟ "[10]

1۔ تاویل سے مراد معنیٰ کی وہ حقیقات ہو جس کی طرف کلام کو لوٹایا گیا ہو اگرچہ وہ معنیٰ ظاہر کے موافق ہو، قرآن وسنت میں تاویل کا یہی معنیٰ مراد ہوتا ہے۔

2۔ تاویل سے مراد تفسیر ہو، یہ اکثر مفسرین کی رائے ہے۔

3۔ تاویل سے مراد لفظ کو کسی خارجی دلیل کی بنیادی پر اس کے ظاہری معنیٰ کے مخالف معنیٰ کی طرف پھیرنا ہو۔ یہ تاویل لفظ کے مدلول کے خلاف ہی ہو گا۔ یہ اسلاف کی اصطلاح نہیں ہے بلکہ فقہ، اصول فقہ اور علمِ کلام میں مہارت رکھنے والے متاخرین کی اصطلاح ہے ۔

تفسیر اور تاویل میں فرق:

تاویل کے ساتھ تفسیر کا لفظ بکثرت استعمال ہوتا ہے اس لئے ان دونوں کے درمیان فرق کو اختصار کے ساتھ ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک تفسیر اور تاویل میں کوئی فرق نہیں یعنی یہ الفاظِ مترادفہ میں سے ہیں، کیونکہ قدیم زمانے میں تفسیر کے لئے لفظ تاویل کا استعمال بھی بکثرت ہوتا تھا۔ خود قرآن کریم نے بھی اپنی تفسیر کے لئے یہ لفظ استعمال فرمایاہے۔ ارشادباری تعالیٰ ہے: "وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ"[11]

ترجمہ : اور نہیں جانتا اس کے مطلب کو مگر اللہ تعالیٰ۔

امام ابوعبید کی رائے بھی یہی ہے کہ یہ دونوں الفاظ بالکل مترادف ہیں۔ علامہ ابن تیمیہ "مجموع الفتاویٰ" میں تحریر فرماتے ہیں: "و الثاني: یراد بلفظ التأویل: التفسیر، و هو اصطلاح کثیرمن المفسرین"[12]

ترجمہ : دوسری اصطلاح یہ ہے کہ تاویل تفسیر کے معنیٰ میں ہے اور یہ اکثر مفسرین کی اصطلاح ہے۔

10 Ibn Taymiyyah, Taqī al-Dīn Abū al-ʿAbbās Aḥmad ibn ʿAbd al-Ḥalīm ibn Taymiyyah al-Ḥarrānī (al-mutawaffā: 728 AH), Majmūʿ al-Fatāwā, taḥqīq: ʿAbd al-Raḥmān ibn Muḥammad ibn Qāsim, Majmaʿ al-Malik Fahd, al-Madīnah al-Nabawiyyah, 1416 AH / 1995 CE, v. 3, ṣ. 55.

11 Āl ʿImrān, 3:7.

12 Ibn Taymiyyah, Majmūʿ al-Fatāwā, Dār al-Wafāʾ, al-ṭabʿah al-thālithah, 1426 AH, v. 4, ṣ. 69.

تاویل کی شرائط:

نصوص میں تاویل کرنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں اور نہ ہی ہر شخص اس کی اہلیت رکھتا ہے، بلکہ اس کے لئے کچھ شرائط ہیں جنہیں ذیل میں ذکر کیا گیا ہے:

1۔ تاویل کرنے والا اہلِ اجتہاد میں سے ہو۔

یعنی اس میں مجتہد کی شرائط پائی جائیں، قرآن، حدیث، عربی لغت اور دیگر علوم میں اس کو مہارت حاصل ہو۔

2۔ نص سے جو معنیٰ مراد لیا گیا ہو، وہ ان معانی میں سے ہو جن کا نص احتمال رکھتا ہو، چنانچہ اگر نص سے کوئی ایسا معنیٰ مراد لیا جائے جس کا نص میں احتمال ہی نہ ہو تو وہ تاویل فاسد ہے۔

3۔ تاویل ایسی صحیح دلیل کی بنیاد پر ہو جو لفظ کو ظاہری معنیٰ سے دوسرے معنیٰ کی طرف پھیرنے پر واضح اور صریح دلالت کرتی ہو۔[13]

4۔ تاویل پر قوی قرینہ موجود ہو۔[14]

5۔ وہ تاویل کسی فقیہ صحابی سے منقول ہو۔[15]

تاویل کے مفسدات:

تاویل اگر شرائط اور حدود و قیود کی رعایت کے ساتھ ہو تو یہ نہ صرف شرعاً جائز ہے بلکہ بعض اوقات ضروری بھی ہوا کرتا ہے، لیکن اگر تمام شرائط اور حدود کی رعایت کئے بغیر ہو تو یہ ناجائز بھی ہے اور بہت سے مفاسد اور لوگوں کی گمراہی کا سبب بھی ہے۔ چنانچہ اگر غور کیا جائے تو یہ حقیقت بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ جتنے گمراہ فرقے ہیں ان سب کی بنیاد نصوص میں فاسد تاویلات ہیں، وہ لوگ قرآن و سنت کے نصوص کی خود ساختہ تشریحات اور بے بنیاد تاویلات کے مرتکب ہو چکے ہیں جس کے نتیجے میں وہ طرح طرح کی کج رویوں اور گمراہیوں کے شکار ہو گئے۔ علامہ ابن تیمیہ تاویلاتِ فاسدہ کے مفاسد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "فَإِنَّ هَذَا التَّأْوِيلَ فِي كَثِيرٍ مِنْ الْمَوَاضِعِ - أَوْ أَكْثَرِهَا وَعَامَّتِهَا - مِنْ بَابِ تَحْرِيفِ الْكَلِمِ عَنْ مَوَاضِعِهِ مِنْ جِنْسِ تَأْوِيلَاتِ الْقَرَامِطَةِ وَالْبَاطِنِيَّةِ. وَهَذَا هُوَ التَّأْوِيلُ الَّذِي اتَّفَقَ سَلَفُ الْأُمَّةِ وَأَئِمَّتُهَا عَلَى ذَمِّهِ وَصَاحُوا بِأَهْلِهِ مِنْ أَقْطَارِ الْأَرْضِ وَرَمُوا فِي آثَارِهِمْ بِالشُّهُبِ"[16]

---

[13] Al-Muhadhdhab fī Uṣūl al-Fiqh, al-Duktūr ʿAbd al-Karīm ibn ʿAlī ibn Muḥammad, Maktabat al-Rushd, al-Riyāḍ, 1420 AH, v. 3, ṣ. 1207–1208.

[14] Uṣūl-e-Fiqh aur Shāh Walī Allāh, Idārah Taḥqīqāt-e-Islāmī, Islāmābād, 1423 AH, ṣ. 237.

[15] IBID, ṣ. 237.

[16] Ibn Taymiyyah, Taqī al-Dīn Abū al-ʿAbbās Aḥmad ibn ʿAbd al-Ḥalīm ibn Taymiyyah al-Ḥarrānī (al-mutawaffā: 728 AH), Majmūʿ al-Fatāwā, taḥqīq: ʿAbd al-Raḥmān ibn Muḥammad ibn Qāsim, al-nāshir: Majmaʿ al-Malik Fahd li-Ṭibāʿat al-Muṣḥaf al-Sharīf, al-Madīnah al-

ترجمہ : اس طرح کی تاویلات اکثر جگہوں میں تحریف کے زمرے میں آتی ہیں، جیسا کہ قرامطہ اور باطنیہ کی تاویلات۔ اس قسم کی تاویلات کے فاسد ہونے پر ائمہ سلف کا اتفاق رہا ہے، انہوں نے علی الاعلان اس کی مذمت کی ہے، اور ان لوگوں کے مقابلے میں واضح براہین اور دلائل قائم کئے ہیں۔

ایک اور مقام پر بغیر دلیل کے تاویلات کرنے کی قباحتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: فَهُوَ تَأْوِيلُ أَهْلِ التَّحْرِيفِ وَالْبِدَعِ الَّذِينَ يَتَأَوَّلُونَهُ عَلَى غَيْرِ تَأْوِيلِهِ وَيَدَّعُونَ صَرْفَ اللَّفْظِ عَنْ مَدْلُولِهِ إِلَى غَيْرِ مَدْلُولِهِ بِغَيْرِ دَلِيلٍ يُوجِبُ ذَلِكَ"[17]

ترجمہ: تاویل مذموم اور باطل اہل تحریف اور مبتدعین کی تاویل ہے جو فاسد تاویلات کرتے ہیں اور لفظ کو اس کے مدلول سے غیر مدلول کی طرف پھیرنے کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ یہ سب بغیر کسی دلیل کے ہوتا ہے۔

منکرین ختم نبوت کی انحرافی تاویلات:

رسول اللہ ﷺ اللہ تعالی کے آخری نبی ہیں آپ ﷺ کے بعد اب کوئی بھی نبی اور رسول نہیں آسکتا اور اسی پر امت کا اجماع ہے لیکن منکرین ختم نبوت مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت انکار ختم نبوت کے دلائل کے لیے مختلف قرآنی اصطلاحات کی انحرافی تاویلات کرتے رہتے ہیں ان کی ان تاویلات کا علماء اپنی تصانیف اور مفسرین اپنی تفاسیر میں رد بلیغ کرتے رہتے ہیں ان میں سے چند قرآنی اصطلاحات کے متعلق گفتگو مندرجہ ذیل ہے۔

1: قرآنی اصطلاح اور لفظ "نبی" کی تاویل :

قاضی عیاض مالکی لفظ "نبی" کا معنی و مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: " والمعنیٰ ان اللہ تعالیٰ اطلعہ علیٰ غیبہ"[18]

ترجمہ: اس کا معنی یہ ہے کہ للہ تعالیٰ نے اسے غیب پر مطلع فرمایاہے۔

Nabawiyyah, al-Mamlakah al-ʿArabiyyah al-Saʿūdiyyah, ʿām al-nashr: 1416 AH / 1995 CE, al-ṭabʿah al-ūlā: 1423 AH / 2003 CE, v. 4, ṣ. 69.

[17] Ibn Taymiyyah, Taqī al-Dīn Abū al-ʿAbbās Aḥmad ibn ʿAbd al-Ḥalīm ibn Taymiyyah al-Ḥarrānī (al-mutawaffā: 728 AH), Majmūʿ al-Fatāwā, taḥqīq: ʿAbd al-Raḥmān ibn Muḥammad ibn Qāsim, al-nāshir: Majmaʿ al-Malik Fahd li-Ṭibāʿat al-Muṣḥaf al-Sharīf, al-Madīnah al-Nabawiyyah, al-Mamlakah al-ʿArabiyyah al-Saʿūdiyyah, ʿām al-nashr: 1416 AH / 1995 CE, al-ṭabʿah al-ūlā: 1423 AH / 2003 CE, v. 3, ṣ. 67.

[18] Al-Shifāʾ bi-Taʿrīf Ḥuqūq al-Muṣṭafā ﷺ, al-juzʾ al-awwal, ṣafḥah 157, al-Qāḍī Abī al-Faḍl ʿIyāḍ Mālikī al-Yuḥṣubī al-Andalusī thumma al-Marrākshī, raḥimahullāh, mutawaffā 544 AH, maṭbūʿah: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Bayrūt, Lubnān.

شفاء شریف کی مذکورہ بالا عبارت کی شرح کرتے ہوئے علامہ شہاب الدین خفاجی لکھتے ہیں: " ان اللہ اطلعہ علیٰ غیبہ (والمعنیٰ) ای معنیٰ النبی المفہوم من الکلام علیٰ ھذا القول (ان اللہ اطلعہ علیٰ غیبہ) ای اعلمہ واخبرہ بمغیباتہ "۔[19]

ترجمہ: علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ نبی کا جو معنی بتایا ہے کہ: اللہ نے اسے غیب پر مطلع کیا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ نبی وہ ہوتا ہے جسے مغیبات کا علم اور مغیبات کی خبریں دی جاتی ہیں۔

صاحب شرح الطحاوی "نبی" اور "رسول" کا فرق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "أن النبي من أوحي إليه بشرعٍ ولم يؤمر بتبليغه.والرسول من أوحي إليه بشرع وأمر بتبليغه"[20]

ترجمہ: مشہور یہ ہے کہ نبی وہ ہے جس کی طرف شریعت کی وحی کی جائے اور اس کے ساتھ تبلیغ کا بھی حکم ہو، تو وہ رسول ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے ایک اشتہار کے صفحہ 22 پر لکھا ہے کہ نبی کا معنی لغت کی رو سے خدا کی طرف سے اطلاع پاکر غیب کی خبر دینے والا ہے پس جہاں یہ معنی صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا اور نبی کا رسول ہونا شرط ہے کیونکہ اگر وہ رسول نہ ہو تو پھر غیب مصفی کی خبر اس کو مل نہیں سکتی اور یہ آیت روکتی ہے "عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّه يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا "[21]

ترجمہ: وہ غیب جاننے والا ہے اپنے غائب کی باتوں پر کسی کو واقف نہیں کرتا۔ مگر اپنے پسندیدہ رسول کو (بتاتا ہے) پھر اس کے آگے اور پیچھے محافظ مقرر کر دیتا ہے۔

اب اگر نبی کریم ﷺ کے بعد ان معنوں کی رو سے نبی سے انکار کیا جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ یہ امت مکالمات و مخاطبات الہیہ سے بے نصیب ہے کیونکہ جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے بالضرورت اس پر مطابق آیہ " لایظھر علی غیبیہ "کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا اسی طرح جو خدائے تعالی کی طرف سے بھیجا جائے گا اسی کو ہم رسول کہیں گے۔[22]

[19] Nasīm al-Riyāḍ fī Sharḥ Shifāʾ al-Qāḍī ʿIyāḍ, al-juzʾ al-thālith, ṣafḥah 341, Shihāb al-Dīn Aḥmad ibn Muḥammad ibn ʿUmar al-Khafājī al-Miṣrī, mutawaffā 1069 AH, maṭbūʿah: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Bayrūt, Lubnān.

[20] Al-Barāk, ʿAbd al-Raḥmān ibn Nāṣir ibn Barāk ibn Ibrāhīm al-Barāk, Sharḥ al-ʿAqīdah al-Ṭaḥāwiyyah, iʿdād: ʿAbd al-Raḥmān ibn Ṣāliḥ al-Sudays, al-nāshir: Dār al-Tadmuriyyah, al-ṭabʿah: al-thāniyah, 1429 AH – 2008 CE, ʿadad al-ajzāʾ: 1, v. 1, ṣ. 87.

[21] Sūrah al-Jinn, 72: 26/27

[22] Qādiyānī, Mirzā Ghulām Aḥmad Qādiyānī, Āik Ghalatī kā Izālah (Rūḥānī Khazāʾin, jild 18), ṣ. 208.

جواب : پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی مذکورہ بالا آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ادھر تو عربیت اور بلاغت وفصاحت میں یکتائی اور اعجاز کا دعوی ہے اور ادھر نبی کا معنی لغت میں یہ بتلایا جارہا ہے نہیں صاحب نبی کا معنی لغت کی رو سے تو مطلق خبر دینے والا ہے دید سے ہو یا شنید سے اور نیز بذریعہ نجوم ،جعفر، رمل ،کہانت کے ہو یا بواسطت وحی کے ہو اور اصطلاحی شرع میں ایسے شخص کو نبی اور رسول کہا جاتا ہے جو خدا کی طرف سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا ہو اور جس کو خود بھی قطعی علم ہو اوردوسروں پر اس کے ساتھ ایمان لانا بھی فرض ہو اور ایسی نبوت ورسالت نبی اکرم ﷺ کے بعد کسی کو نہیں مل سکتی جن کو پہلے مل چکی ہے انہی کے لئے ہے دوسرا مکالمات ومخاطبات امت مرحومہ میں رسول اللہ ﷺ کے بعد بند نہیں کئے گئے مگر وہ اس درجہ کو نہیں پہنچتے کہ ان کی ظنیت یا قطعیت حجت علی الغیر ہو بعد خبر دینے کے اگر کوئی انکار کرے تو اس کو شرعا کافر نہیں کہا جاتا گو کہ فی الواقع ظہور میں بھی اس کی خبر دینے کے مطابق ہو جائے آیت مذکورہ کا مطلب یہ ہے کہ علم قطعی بحدے کہ حجت علی الغیر ہو بغیر رسول کے کسی کو نہیں دیا جاتا رہا علم ظنی یا قطعی جس کی قطعیت حجت علی الغیر نہیں ہو سکتی سو وہ ولی کو فنا فی الرسول ہونے کے رو سے اور رمال وجفار وغیرہ کو اپنے اپنے فنون کے ذریعہ سے حاصل ہو سکتا ہے اور قبل از وقوع ان کے ساتھ تصدیق کرنے کے ہم مکلف بھی نہیں اس کے بعد پیر صاحب تدبر کے ساتھ قارین کے لئے چند امور رکھتے ہیں:

۱ :رسول اور غیر رسول میں فرق بحسب العلم والظن والزام علی الغیر وعدم الزام ۔

۲ :دفع اس اعتراض کا جو اہل اعتزال بآیہ مذکورہ متمسک ہو کر کرامت ولی پر وارد کرتے ہیں ۔

۳: یہی آیت جس کا حاصل یہ ہے کہ رسول کا علم بالغیب قطعی واجب التسلیم ہوتا ہے قادیانی کے اس دعوی کہ میں مسیح موعود ہوں اڑا رہی ہے کیونکہ بموجب اس آیت کے رسول اللہ ﷺ کی متواتر پیشگوئیاں دربارہ نزول مسیح ابن مریم سچی اور واجب التسلیم ٹھہریں جن کی تصدیق کو ایمان اور انکار کو کفر کہا جائے گا ۔[23]

2: قرآنی اصطلاح اور لفظ "خاتم" کی تاویل:

نبی کریم ﷺ اللہ تعالی کے آخری نبی ہیں اور یہی امت محمدیہ کا متفقہ عقیدہ ہے قرآن کریم کی متعدد آیات اور احادیث نبویہ اس میں شاہد ہیں قرآن کریم کی مشہور آیت ختم نبوت جو سورہ احزاب میں موجود ہے اللہ تعالی کا ارشاد پاک ہے:

[23] Mehr Ali, Pīr Sayyid Mehr Ali Shāh Gīlānī, Saif Chishtiyāʾī, ishāʿat chahāram, Golrā Sharīf, Ḍisṭrikt Rawalpindī, Nūvambar 1981, ṣ. 18.

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ-وَ كَانَ اللهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا" [24]

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر میں تشریف لانے والے ہیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا ہے۔

مذکورہ بالا آیت میں لفظ "خاتم" کے معنی کے متعلق چند مفسرین کی آراء پیش کرتے ہیں۔

1: امام المفسرین ابن جریر طبری "خاتم النبیین" کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وَلٰكِنَّهُ رَسُوْلُ اللهِ وَخَاتَمُ النَّبِيّٖنَ، الَّذِیْ خَتَمَ النُّبُوَّةَ فَطَبَعَ عَلَيْهَا فَلَا تُفْتَحُ لِأَحَدٍ بَعْدَهُ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ"[25]

ترجمہ: لیکن آپ ﷺ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں، یعنی وہ ہستی جس نے (مبعوث ہو کر) سلسلہ نبوت ختم فرمادیا ہے اور اس پر مہر ثبت کر دی ہے اور قیامت تک آپ ﷺ کے بعد یہ کسی کے لیے نہیں کھلے گی۔"

امام ابن جریر طبری اختلاف قرأت کی صورت میں لفظ "خاتم" کا معنی بیان کرتے ہیں:

الف۔ اگر یہ لفظ بکسر التاء یعنی خَاتِم پڑھا جائے تو اس کا معنی ہو گا: "انَّهُ الَّذِیْ خَتَمَ الْأَنْبِيَاءَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ عَلَيْهِمْ"[26]

وہ ذات جس نے (سلسلۂ) انبیاء f ختم فرمادیا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اور ان تمام انبیاء پر درود (بصورت رحمت) بھیجے۔

ب۔ اگر یہ لفظ بفتح التاء یعنی خَاتَم پڑھا جائے تو اس کا معنی ہو گا: "إِنَّهُ آخِرُ النَّبِيّٖنَ"[27] بیشک آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔

2: امام قرطبی مالکی لفظ "خاتم" کی شرح یوں بیان کرتے ہیں: "وخاتم" قَرَأَ عَاصِمٌ وَحْدَهُ بِفَتْحِ التَّاءِ، بِمَعْنَى أَنَّهُمْ بِهِ خُتِمُوا، فَهُوَ كَالْخَاتَمِ وَالطَّابَعِ لَهُمْ. وَقَرَأَ الْجُمْهُورُ بِكَسْرِ التَّاءِ بِمَعْنَى أَنَّهُ خَتَمَهُمْ، أَيْ جَاءَ آخِرَهُمْ"[28]

---

24 Al-Aḥzāb, 40:33

25 Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr ibn Yazīd ibn Kathīr ibn Ghālib al-Āmlī, Abū Jaʿfar al-Ṭabarī (al-mutawaffā: 310 AH), Jāmiʿ al-Bayān fī Taʾwīl al-Qurʾān, al-muḥaqqiq: Aḥmad Muḥammad Shākir, al-nāshir: Muʾassasat al-Risālah, al-ṭabʿah: al-ūlā, 1420 AH – 2000 CE, ʿadad al-ajzāʾ: 24, v. 20, ṣ. 278.

26 Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr ibn Yazīd ibn Kathīr ibn Ghālib al-Āmlī, Abū Jaʿfar al-Ṭabarī (al-mutawaffā: 310 AH), Jāmiʿ al-Bayān fī Taʾwīl al-Qurʾān, al-muḥaqqiq: Aḥmad Muḥammad Shākir, al-nāshir: Muʾassasat al-Risālah, al-ṭabʿah: al-ūlā, 1420 AH – 2000 CE, ʿadad al-ajzāʾ: 24, v. 20, ṣ. 278.

27 IBID, P: 278

28 Al-Qurṭubī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Aḥmad ibn Abī Bakr ibn Farḥ al-Anṣārī al-Khazarjī Shams al-Dīn al-Qurṭubī (al-mutawaffā: 671 AH), al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān = Tafsīr al-Qurṭubī, taḥqīq: Aḥmad al-Bardūnī wa Ibrāhīm Aṭfīsh, al-nāshir: Dār al-Kutub al-

صرف عاصم (قاری) نے خاتم تاء کی زبر کے ساتھ پڑھا ہے جس کا معنی ہے کہ ان (انبیائ) کا سلسلہ آپ ﷺ پر ختم ہو گیا ہے۔ پس آپ ان کے لیے مہر کی طرح ہیں (یعنی آپ ﷺ نے سلسلہ انبیاء پر مہر ثبت کر دی ہے)۔ جمہور نے خاتم تاء کی زیر کے ساتھ پڑھا ہے جس کا معنی ہے کہ آپ ﷺ نے سلسلہ انبیاء ختم فرما دیا ہے، یعنی آپ ﷺ سب سے آخر میں تشریف لائے۔

3: امام نسفی اس حوالے سے فرماتے ہیں: "وَخَاتَمَ النَّبِيّنَ" أَيْ آخِرُهُمْ يَعْنِىْ لَا يَنْبَأُ أَحَدٌ بَعْدَهُ، وَعِيْسٰى مِمَّنْ نَبِيئَ قَبْلَهُ وَحِيْنَ يَنْزِلُ يَنْزِلُ عَامِلاً عَلٰى شَرِيْعَةِ مُحَمَّدٍ ﷺ كَأَنَّهُ بَعْضُ أُمَّتِهِ"[29]

خاتم النبیین کا معنی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ انبیاء میں سب سے آخری نبی ہیں (بعثت کے اعتبار سے) آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائے گا۔ رہے عیسیٰ علیہ السلام تو وہ آپ سے پہلے انبیاء میں سے ہیں اور جب وہ دوبارہ آئیں گے تو وہ شریعت محمدی ﷺ پر عمل کریں گے اور حضور ﷺ کی امت کے ایک فرد کی طرح ہوں گے۔

۴: علامہ ابن کثیر مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: " فَهَذِهِ الْآيَةُ نَصٌّ فِي أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ، وَإِذَا كَانَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ فَلَا رسول بعده بالطريق الْأَوْلَى وَالْأَحْرَى، لِأَنَّ مَقَامَ الرِّسَالَةِ أَخَصُّ مِنْ مقام النبوة. وَبِذَلِكَ وَرَدَتِ الْأَحَادِيثُ الْمُتَوَاتِرَةُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"[30]

یہ آیت اس مسئلہ میں نص ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں تو رسول بدرجہ اولیٰ نہیں ہو سکتا، کیونکہ مقام نبوت مقام رسالت سے عام ہے۔ کیونکہ ہر رسول نبی ہوتا ہے اور ہر نبی رسول نہیں ہوتا اور اس مسئلہ پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر احادیث وارد ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت سے مروی ہے۔

خاتم النبیین کی قادیانی تفسیر:

مرزا غلام احمد قادیانی کی ساری زندگی تضادات و تناقضات کا شکار نظر آتی ہے۔ دعویٰ نبوت کا ارادہ کرنے سے قبل مرزا قادیانی لفظ "خاتم النبیین" کا معنی وہی کرتے رہے جو امتِ مسلمہ کا متفق علیہ تھا، پھر اجماعِ امت کا انکار کرتے ہوئے "خاتم

Miṣriyyah – al-Qāhirah, al-ṭabʿah: al-thāniyah, 1384 AH – 1964 CE, ʿadad al-ajzāʾ: 20 juzʾ (fī 10 majalladāt), v. 14, ṣ. 196.

29 Al-Nasafi, Abu al-Barakat ʿAbdullah ibn Ahmad ibn Mahmoud Hafiz al-Din al-Nasafi (al-mutawaffa: 710 H), Tafsir al-Nasafi (Madarik al-Tanzil wa Haqa'iq al-Ta'wil), haqqaqahu wa kharaja ahadithahu: Yusuf Ali Badawi, rajaʿahu wa qaddam lahu: Muhyi al-Din Deeb Misto, al-nashir: Dar al-Kalim al-Tayyib, Beirut, al-tibaʿa: al-ula, 1419 H – 1998 M, ʿadad al-ajza': 3, v.3, p.34

30 Ibn Kathir, Mukhtasar Tafsir Ibn Kathir, al-mu'allif: (ikhtisar wa tahqiq) Muhammad Ali al-Sabuni, al-nashir: Dar al-Qur'an al-Karim, Beirut – Lubnan, al-tibaʿa: al-sabiʿa, 1402 H – 1981 M, ʿadad al-ajza': 3, v. , p.99

النبیین" کا معنی محض اپنے باطل وہم سے یہ تراشا کہ جن نبیوں کا بعد میں آنا مقدر ہے ان کی آمد کے لیے حضرت محمد ﷺ کی ذات مہر ہے۔ مراد یہ کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد جو بھی نبی بن کر آئے گا وہ لازماً اُن کی مہر ہی سے آئے گا۔ اس مفہوم کی آڑ میں وہ امت محمدی ﷺ میں خود ہی نیا نبی ہونے کا دعوی کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی میں آیت خاتم النبیین کی مختلف ادوار میں تین مختلف تفسیریں کی ہیں۔

۱۹۰۱ء سے پہلے کے دور میں مرزا قادیانی ختم نبوت کا قائل تھا اور آنحضرت ﷺ کے بعد کسی بھی مدعی نبوت کو کافر، کاذب اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا تھا آیت ختم نبوت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا کہ: " محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا[31]"

۱۹۰۱ء کے بعد کے دور میں مرزا قادیانی نے لکھا کہ: "لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا۔ کیونکہ وہ محمد ہے گو ظلی طور پر باوجود اس شخص کے دعوے نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا کیونکہ یہ محمد ثانی (مرزا قادیانی -ناقل) اسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے"۔[32]

مرزا قادیانی نے اپنی موت سے ایک سال قبل 1907ء میں اپنی کتاب "حقیقۃ الوحی" میں "خاتم النبیین" کا ایک اور نیا اور اچھوتا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھا کہ: "اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے۔ اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔[33]

"ایک اور مقام پر لکھا کہ "اور بجز اسکے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے"[34]

ایک اور مقام پر مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: "میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لیے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔"[35]

[31] Qadiani, Mirza Ghulam Ahmad Qadiani, Azālah-e-Awaham, (Hani Khazā'in, jild 3), nāshir: Nazarat-e-Ishāʿat, Rabwah, Pakistan, p.431
[32] Qadiani, Mirza Ghulam Ahmad Qadiani, Ek Ghalati ka Azālah (Rūhānī Khazā'in, jild 18), p.209
[33] Qadiani, Mirza Ghulam Ahmad Qadiani, Haqīqat al-Waḥy, (Rūḥānī Khazā'in, jild 22), p.100
[34] Qadiani, Mirza Ghulam Ahmad Qadiani, Haqīqat al-Waḥy, (Rūḥānī Khazā'in, jild 22), p.30
[35] Qadiani, Mirza Ghulam Ahmad Qadiani, Tawzīḥ al-Murām (Rūḥānī Khazā'in, jild 3), p.60

یعنی "خاتم النبیین" کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ نے نبوت کی مہر آنحضرت ﷺ کو دے دی اور اس مہر سے آپ ﷺ جسے چاہیں نبی بناسکتے ہیں اور یہ دروازہ ہمیشہ کے لیے کھلا ہوا ہے معاذ اللہ ثم العیاذ باللہ۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود احمد نے بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی کتاب "تفسیر صغیر" میں لفظ "خاتم" کا معنی کرتے ہوئے لکھا کہ "خاتم کا معنی ہیں حضور ﷺ کا مقام سب انبیاء سے افضل ہے"۔[36]

مرزا غلام احمد قادیانی کے اس باطل افکار و نظریات کی تردید اس کے دور کے علماء کرام، مفسرین، محدثین اور مشائخ عظام علمی انداز میں کرتے رہے جن میں سے دو مثالیں پیش کرتے ہیں۔

1: علامہ انور شاہ کشمیری اپنی کتاب "خاتم النبیین" میں آیت ختم نبوت کی تشریح و توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اور جب قرآن کریم نے اعلان کر دیا کہ آنحضرت ﷺ اشخاص انبیاء کرام کے خاتم ہیں تو اس کے معنی اس کے سوا اور کیا ہیں کہ انبیاء کرام کی جو تعداد علم الہی میں طے شدہ تھی اپ ﷺ پر اس کا اختتام ہو چکا آپ ﷺ سلسلہ انبیاء کے آخری فرد تھے آپ ﷺ کے بعد اب کوئی ایسی شخصیت باقی نہیں رہی جس کا نام انبیاء کرام کی فہرست میں درج ہو لہذا آپ ﷺ کے بعد حصول نبوت کا دروازہ بلکلیہ بند ہو چکا ہے اور اب محبانہ اتحاد (یا ظلی، بروز وغیرہ کا دعوی بھی) نبوت کے اجراء وبقاء کے لیے سود مند نہیں ہو سکتا اس لیے کہ یہ امر قطعی و بدیہی ہے کہ تمام انبیاء کرام اپنی شخصیت کے اعتبار سے الگ الگ اشخاص ہیں ان کے اسی شخصی تغایر کے لحاظ سے ان کی ایک قطعی تعداد علم الہی میں معین ہے جس میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی اور نص قرآن اسی تغایر اشخاص پر مبنی تعداد کو ختم کرنے کے لیے وارد ہوتی ہے نہ کہ وساطت وعدم وساطت پر مدار رکھنے کے لیے لہذا یہ کہنا کہ خاتم النبیین کے بعد بلاواسطہ نبوت کا دروازہ تو بند ہے مگر بلواسطہ نبوت کا دروازہ تو کھلا ہے یہ قرآن مجید کی تحریف اور اس کے مقصود کو باطل ٹھہرانا ہے جس کا منشا محض شیطانی فریب اور اور خواہش نفس کی پیروی ہے۔[37]

2: پیر سید مہر علی شاہ گیلانی گولڑوی اپنے فتاوی میں مرزا غلام احمد قادیانی کی مذکورہ بالا فکر کی تردید کرتے ہوئے آیت ختم نبوت کی تفسیر و تشریح میں لکھتے ہیں کہ " خاتم النبیین " اسی کو کہا جاتا ہے کہ اس نبی کے بعد کوئی اور نبی نہ ہو" اور اپنے مؤقف کی تائید میں تفسیر بالسنۃ کے اسلوب میں حدیث رسول سے استشہاد کرتے ہیں کہ حدیث شریف میں ہے:

---

[36] Bashir al-Din, Mirza Bashir al-Din Mahmood Ahmad, Tafsīr Ṣaghīr, Rabwah, Pakistan, Ishāʿat, 1979, p.695

[37] Khatam al-Nabiyyīn, Maulānā Muhammad Anwar Shah Kashmīrī, (Tarjuma wa Tashrīḥ: Muhammad Yūsuf Ludhiyānawī), nāshir: ʿĀlamī Majlis Taḥaffuz Khatm-e-Nabūwat, Multān, p.174

" إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ "[38]

ترجمہ: رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، لہذا میرے بعد کوئی رسول اور کوئی نبی نہ ہو گا یعنی پیغمبری ختم ہو چکی ہے۔[39]

3: قرآنی اصطلاح اور لفظ "متوفی" کی تاویل:

حضرت مسیح ابن مریم علیہما اسلام کے رفع آسمانی اور قیامت سے قبل نزول کے عقیدہ کے متعلق ہمیشہ مسلمانوں کا اس پر اتفاق رہا ہے اور آج بھی امت مسلمہ اسی عقیدہ پر قائم ہے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

1: "إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ "[40]

اور وہ وقت بھی قابلِ ذکر ہے جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے عیسیٰ! بے شک میں تجھے قبض کرنے والا اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔

2: اس آیت میں لفظ " مُتَوَفِّيكَ" آیا ہے جو "توفی" سے ماخوذ ہے، جس کا معنیٰ ہوتا ہے: "اخذ الشئی وافیا" یعنی کسی چیز کا مکمل طور پر وصول کرنا اور قبضہ لینا، جبکہ اس کا اطلاق موت اور نیند پر بھی ہوا ہے۔ جیسا کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَ هُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰكُمْ بِالَّیْلِ"[41]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جو رات کو تمہاری روحوں کو قبض کر لیتا ہے۔

مذکورہ بالا آیت میں پہلا معنیٰ مراد ہے کیونکہ قرآن کریم اور احادیث متواترہ سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ حالت میں اپنی طرف اٹھایا ہے، اور قیامت کے قریب آپ دوبارہ زمین پر اتریں گے۔ جبکہ بعض گمراہ لوگوں نے یہاں پر غلط تاویل کر کے موت والا معنیٰ مراد لیا ہے، جو کہ تاویلِ باطل اور نصوصِ قطعیہ کی مخالفت اور موجبِ گمراہی وضلالت ہے۔ قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قرآن کریم اور احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے،

---

38 Al-Tirmidhī, Muhammad ibn ʿĪsā ibn Sawrah ibn Mūsā ibn al-Ḍaḥḥāk, Al-Tirmidhī, Abū ʿĪsā (al-mutawaffā: 279 H), Sunan al-Tirmidhī, Kitāb al-Ruʾyā ʿan Rasūl Allāh ﷺ, Bāb Dhahab al-Nubuwwah wa Baqiyat al-Mubashshirāt, al-nāshir: Sharikat Maktabah wa Maṭbaʿah Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī – Miṣr, al-ṭibʿah: al-thāniyah, 1395 H – 1975 M, ʿadad al-ajzāʾ: 5 ajzāʾ, ḥadīth numbur 2272

39 Mehr Ali, Pir Syed Mehr Ali Shah Gilani, al-Afāḍāt al-Saniyyah al-Mulqab bih Fatāwā Mehrīyah, Golra Sharīf, Ishāʿat, January 1988, p.27

40 Āl ʿImrān, 5:3

41 Al-Anʿām, 60:6

قرآن کریم نے انہیں قیامت کی نشانی قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے: "وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَ اتَّبِعُوْنِؕ-هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ"[42]

اور بے شک وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کی نشانی ہے، پس اس میں شک نہ کرو، اور میرا کہنا مانو یہی سیدھی راہ ہے۔

احادیث مبارکہ میں آپ کے نزول کی تصریح موجود ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: " وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السّلام [43]."

اللہ تعالیٰ کی قسم! عنقریب حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام تمہارے درمیان نزول فرمائیں گے۔

علامہ ابوحیان اندلسیؒ فرماتے ہیں: "وأجمعت الْأُمَّةُ عَلَى مَا تَضَمَّنَهُ الْحَدِيثُ الْمُتَوَاتِرُ مِنْ:«أَنَّ عِيسَى فِي السَّمَاءِ حَيٌّ، وَأَنَّهُ يَنْزِلُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ"[44]

اس حدیث متواتر کے مضمون پر امت کا اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ ہیں اور آخری زمان میں تشریف لائیں گے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا نظریہ "متوفی":

مرزا غلام احمد قادیانی دعوی مسیحیت سے پہلے سالہا سال تک جناب حضرت عیسی ابن مریم علیہا السلام کے نزول آسمانی کے برابر قائل رہے اپنی کتاب " براہین احمدیہ " میں لکھتے ہیں "اور جب حضرت عیسی علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا"[45]

اور ایک اور مقام پر لکھا کہ "واضح ہو کہ اس امر سے دنیا میں کسی کو انکار نہیں کہ احادیث میں مسیح موعود کی کھلی کھلی پیشگوئی موجود ہے بلکہ قریباً تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احادیث کی رو سے ضرور ایک شخص آنے والا ہے جس کا نام عیسیٰ بن مریم ہو گا اور یہ پیشین گوئی بخاری، مسلم اور ترمذی وغیرہ کتبِ حدیث میں اس کثرت سے پائی جاتی ہے جو کہ ایک

[42] Az-Zukhruf, 43:61

[43] Muslim, Muslim Qushayrī, Ṣaḥīḥ Muslim, Kitāb al-Īmān, 71, Bāb Nuzūl ʿĪsā ibn Maryam ḥākiman bi-Sharīʿat Nabīnā Muḥammad ﷺ, ḥadīth numbur: 389

[44] Al-Andalusī, Abū Ḥayān Muhammad ibn Yūsuf ibn ʿAlī ibn Yūsuf ibn Ḥayān Athīr al-Dīn al-Andalusī (al-mutawaffā: 745 H), al-Baḥr al-Muḥīṭ fī al-Tafsīr, al-muḥaqqiq: Ṣidqī Muhammad Jamīl, al-nāshir: Dār al-Fikr – Bīrūt, al-ṭibʿah: 1420 H, v.3, p.177

[45] Qadiani, Mirza Ghulam Ahmad Qadiani, Barāhīn Ahmadiyyah, Ḥishā Chahārum, (Rūḥānī Khazā'in, jild 1), p.593

منصف مزاج کی تسلی کے لیے کافی ہے اور بالضرورت اس قدرِ مشترک پر ایمان لانا پڑتا ہے کہ ایک مسیح موعود آنے والا ہے۔"[46]

لیکن مرزا قادیانی نے اپنے دعویٰ نبوت کے ابتدائی مراحل میں دعویٰ مسیحیت کو ثابت کرنے کے لیے ممات مسیح کا باطل عقیدہ گھڑا اور ان کے اس نظریہ کے مطابق سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے رفع درجات اور رفع روحانی کا مقام عطا کیا۔ اس لیے مرزا غلام احمد قادیانی کے متبعین اور مبلغین کا وطیرہ یہ ہے کہ وہ مسلمانوں سے اصل مسئلہ یعنی مرزا کے جھوٹے دعویٰ نبوت پر گفتگو کرنے کی بجائے انہیں مماتِ مسیح کے بارے میں اپنے خود ساختہ تصور میں اُلجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ وہ فوت ہوگئے، اور اگر زندہ ہیں تو ان کے رفع سماوی کو رفع جسمانی کی بجائے رفع روحانی سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک مہدی و عیسیٰ ایک ہی ذات کے دو نام ہیں۔

آیت " اِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ "[47]

"یعنی اے عیسی میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور پھر عزت کے ساتھ اپنی طرف اٹھانے والا اور کافروں کی تہمتوں سے پاک کرنے والا ہوں۔"

مرزا قادیانی نے اپنی کتاب " ازالہ اوہام" میں قرآن مجید کی اُن تیس آیات کو جناب حضرت عیسی ابن مریم علیہا السلام کی موت کے بارے میں قرار دیا ہے جو اُن کی موت سے بالکل ہی تعلق نہیں رکھتیں اور قرآن کریم میں حضرت عیسیٰؑ کے لیے موت کا لفظ ذکر ہی نہیں ہوا۔

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی:

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی لفظ "توفی" کے معنی سوائے موت کے قرآن کریم اور لغت سے ثابت کرکے وجہ تطبیق بین الآیات بیان کرتے ہیں "توفی "وفا سے ماخوذ ہے جس کا معنی پورا ہونا ہے جیسا کہتے ہیں کہ فلانی شے کافی وافی ہے یعنی پوری۔ ایفا کا معنی پورا کرنا اور توفی باب تفعل ہے بمعنی استفعال کے یعنی استیفا جس کا معنی پورا لینا ہے لغت کی کتب مثل صحاح، صراح، قاموس وغیرہ اور ایسا ہی تفاسیر سب اسی معنی مذکور پر متفق ہیں۔[48] اور دوسرے مقام پر" توفی " کا معنی موت بھی ہے لیکن کسی لفظ کا کسی جگہ ایک معنی میں مستعمل ہونے سے لازم نہیں آتا کہ یہ اسکا معنی حقیقی ہے اور یہ متعین

[46] Qadiani, Mirza Ghulam Ahmad Qadiani, Shahādat al-Qur'ān, (Rūḥānī Khazā'in, jild 6), p.298
[47] Qadiani, Mirza Ghulam Ahmad Qadiani, Azālah-e-Awāhām, (Rūḥānī Khazā'in, jild 3), p.423
[48] Mehr Ali, Pir Syed Mehr Ali Shah Gilani Golravi, Shams al-Hidāyah fī Ithbāt Ḥayāt al-Masīḥ, Ishāʿat bār chahārum, Golra Sharīf, Zila Islamabad, May 2005, p.30

اور اس کے بغیر کوئی دوسرا معنی مراد نہیں ہوسکتا۔ قران کریم عربی زبان کی کتاب ہے جس میں بسا ایک ایک لفظ بہت معانی پر استعمال ہوتا ہے۔ عربی لغت میں " توفی " کا معنی پورا پورا لینا ہے خواہ مجرد ہو یا مزید ہو باب تفعیل سے ہو یا باب تفعل ہو اور یہ معنی حقیقی ہوگا۔

پیر صاحب اپنی کتاب "سیف چشتیائی "میں مرزاغلام احمد قادیانی کو"توفی" کے معانی کتب لغت سے دیتے ہوئے لکھتے ہیں ۔

1:"توفی" کا معنی لسان العرب میں ایک چیز کو بالتمام پکڑنا ہے" تَوَفَّيْت المالَ مِنْهُ، واسْتوْفيته، إذا أَخذته كُلّه. "[49] یعنی" تَوَفَّيْت المالَ مِنْهُ، واسْتوْفيته، إذا أَخذته كُلّه" کا معنی سارا مال اس سے لے لیا۔

2: توفی کا ایک معنی پوری گنتی کرنا ہے جیسا کہ " لسان العرب" میں ہے : "تَوَفَّيْتُ عَدَد القومِ إِذَا عَدَدْتهم كُلَّهم؛ وَمِنْ ذَلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِها أَي يَسْتَوفي مُدَد آجَالِهِمْ فِي الدُّنْيَا، وَقِيلَ: يَسْتَوْفي تَمام عدَدِهم إِلى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وأَمّا تَوَفِّي النَّائِمِ فَهُوَ اسْتِيفاء وقْت عَقْله وَتَمْيِيزِهِ إِلى أَن نامَ"[50]

3: اور ایک معنی لسان العرب میں سوال کرنا ہے : " قَالَ الزَّجَّاجُ: فِيهِ، وَاللَّهُ أَعلم، وَجْهَانِ: يَكُونُ حَتَّى إِذَا جاءَتْهُمْ ملائكةُ الْمَوْتِ يَتَوَفَّوْنَهم سَأَلُوهم عِنْدَ المُعايَنة فيعترفون عِنْدَ مَوْتِهِمْ أَنهم كَانُوا كَافِرِينَ"[51]

4: صاحب تاج العروس نے لکھاہے : "وأَنْشَدَ أَبو عبيدَةَ لمَنْظورٍ العَنْبري: إنَّ بَني الأَدْرَدِ لَيْسُوا مِنْ أَحَدْ وَلَا {تَوَفَّاهُمْ قُرَيْشٌ فِي العَدَدْأَي لَا تَجْعَلهم قُرَيْشٌ تَمامَ عَدَدِهم لَا} تَسْتَوفي بهم عدَدَهم"[52]

5: ایک معنی عذاب دیناہوتاہے جیسا کہ زجاج نے کہاہے: "وَيَجُوزُ أَن يَكُونَ، وَاللَّهُ أَعلم، حَتَّى إِذَا جَاءَتْهُمْ مَلَائِكَةُ العذابِ يَتَوَفَّوْنَهُمْ، فَيَكُونُ يَتَوَفَّوْنَهُمْ فِي هَذَا الْمَوْضِعِ عَلَى ضَرْبَيْنِ: أَحدهما

[49] Al-Harawī, Muhammad ibn Ahmad ibn al-Azhari al-Harawī, Abū Manṣūr (al-mutawaffā: 370 H), Tahdhīb al-Lughah, al-muḥaqqiq: Muhammad ʿAwad Marʿab, al-nāshir: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī – Bīrūt, al-ṭibʿah: al-ūlā, 2001 M, ʿadad al-ajzā': 8, jild 15, p.419

[50] Ibn Manẓūr, Muhammad ibn Makrūm ibn ʿAlī, Abū al-Faḍl, Jamāl al-Dīn Ibn Manẓūr al-Anṣārī al-Ruwaīfī al-Ifriqī (al-mutawaffā: 711 H), Lisān al-ʿArab, al-nāshir: Dār Ṣādir – Bīrūt, al-ṭibʿah: al-thālithah, 1414 H, ʿadad al-ajzā': 15, v.15, p.400

[51] IBID

[52] Al-Zabīdī, Muhammad ibn Muhammad ibn ʿAbd al-Razzāq al-Ḥusaynī, Abū al-Fayḍ, al-mulqab bi-Murtaḍā, al-Zabīdī (al-mutawaffā: 1205 H), Tāj al-ʿUrūs min Jawāhir al-Qāmūs, al-muḥaqqiq: Majmūʿah min al-muḥaqqiqīn, al-nāshir: Dār al-Hidāyah, v.40, p.225

يَتَوَفَّوْنَهم عَذَابًا وَهَذَا كَمَا تَقُولُ: قَدْ قَتَلْتُ فُلَانًا بِالْعَذَابِ وَإِنْ لَمْ يَمُتْ، وَدَلِيلُ هَذَا الْقَوْلِ قَوْلُهُ تَعَالَى: وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكانٍ وَما هُوَ بِمَيِّتٍ"[53]

6 : میت پر بعد تحقق موت کے مجازاً بولا جاتا ہے جیسا" تاج العروس" میں ہے۔"(و) من المجازِ: أَدْرَكَتْه ({الوَفاةُ) : أَي (المَوْتُ) والمَنِيَّةُ.} وتُوفِّيَ فلانٌ: إذا ماتَ.({وتَوَفَّاهُ اللهاُ) ، عزَّ وجلَّ: إذا (قَبَضَ) نَفْسَه؛ وَفِي الصِّحاحِ، (رُوْحَهُ)[54]

پیر صاحب ان مذکورہ بالا حوالہ جات کے بعد لکھتے ہیں کہ آیت "اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِىْ لَمْ تَمُتْ فِىْ مَنَامِهَا "میں بھی بمعنی قبض کے ہے اس آیت نے قطعاً فیصلہ کردیا ہے کہ" توفی "اور چیز ہے اور موت اور چیز ہے اور نیند اور چیز ہے -اگر کل تعریفات "ت و ف ی" پر یعنی شخصی، وصنفی ونوعی نظر ڈالی جائے توصاف واضح ہو جاتا ہے کہ "توفی "کے معنی حقیقی موت نہیں ۔[55]

4: قرآنی اصطلاح اور لفظ "خلت" کی تاویل:

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے دعوی مسیح موعود کے استدلال کے لیے قرآنی اصطلاح "خلت" کا بھی باطل مفہوم بیان کیا ہے۔ سورہ آل عمران کی آیت"وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ-قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ"[56]

اور محمد ایک رسول ہی ہیں، ان سے پہلے بھی کئی رسول گزر چکے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام کی وفات کو ثابت کرنے کے لیے مذکورہ بالا آیت سے استدلال کرتے ہوئے لکھتا ہے: جب محمد ﷺ سے پہلے رسول سب کے سب فوت ہو چکے ہیں تو بس مسیح علیہ السلام بھی اس میں آگئے ہیں، مسیح ابن مریم صرف ایک رسول ہے اس سے پہلے رسول (بھی) فوت ہو چکے ہیں۔[57]

مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں لکھتا ہے کہ"خلا فلان اذامات"(لسان)یعنی خلا کے معنی وفات پانے کے ہیں اور یہ آیت وفات مسیح پر دلالت کرتی ہے کیونکہ دوسری جگہ آتا ہے " وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ- قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ" [58]

---

53 Ibn Manẓūr, Muhammad ibn Makrūm ibn ʿAlī, Abū al-Faḍl, Jamāl al-Dīn Ibn Manẓūr al-Anṣārī al-Ruwaīfī al-Ifriqī (al-mutawaffā: 711 H), Lisān al-ʿArab, al-nāshir: Dār Ṣādir – Bīrūt, al-ṭibʿah: al-thālithah, 1414 H, ʿadad al-ajzā': 15, v.15, p.400

54 Al-Zabīdī, Muhammad ibn Muhammad ibn ʿAbd al-Razzāq al-Ḥusaynī, Abū al-Fayḍ, al-mulqab bi-Murtaḍā, al-Zabīdī (al-mutawaffā: 1205 H), Tāj al-ʿUrūs min Jawāhir al-Qāmūs, al-muḥaqqiq: Majmūʿah min al-muḥaqqiqīn, al-nāshir: Dār al-Hidāyah, v.40, p.220

55 Mehr Ali, Pir Syed Mehr Ali Shah Gilani, Saif Chishtiyā'ī, Golra Sharīf, Rawalpindi, Ishāʿat chahārum, 1981, p.115

56 Āl ʿImrān, 3:144

57 Qadiani, Mirza Ghulam Ahmad Qadiani, Azālah-e-Awāhām, (Rūḥānī Khazā'in, jild 3), p.425

58 Āl ʿImrān, 3:145

مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر الدین محمود اپنی تفسیر میں اسی باطل نظریہ کا پرچار کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"یعنی محمد رسول اللہ ﷺ سے پہلے سب رسول (جن میں مسیح) بھی شامل ہیں فوت ہو چکے ہیں"۔[59]

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی مرزا غلام احمد قادیانی کے جواب میں لکھتے ہیں کہ:

مذکورہ بالا آیت میں "الرسل" کے لام کو اگر بقول قادیانی کے استغراقی ٹھہرایا جائے تو معنی یہ ہوئے کہ سارے رسول مسیح سے پہلے فوت ہو چکے اور یہ خلاف واقع ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ جناب مسیح سے پہلے فوت نہیں ہوئے پس جب " قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ"(الرسل) سارے رسولوں کو مستغرق نہ ہوا تو مہملہ فی قوت الجزئیہ ٹھہرے گا لہذا استدلال آیت مذکورہ علی وفات المسیح بوجہ انتفاء شرط شکل اول کے باطل ہوا بلکہ یہی"" قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ" جو مسیح کے بارے میں بولا گیا ہے حیات مسیح کے لیے دلیل ہے ورنہ " مِنْ قَبْلِهِ "لغو ہو جاتا پس یہی آیت دونوں جگہ صرف اسی قدر پر دال ہے کہ آنحضرت ﷺ اور جناب مسیح پر موت کا آنا رسالت کے منافی نہیں کیونکہ مطابق سنت الہیہ کے رسول فوت ہوتے رہے ہیں اس آیت سے یہ نتیجہ نکالنا کہ مسیح فوت ہو گیا ہے سراسر جہالت ہے اگر یہی ہے تو چاہئے کہ آنحضرت ﷺ بھی اس آیت کے نزول کے وقت وفات پا چکے ہوں وھو باطل۔[60]

مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی اپنی کتاب "شہادۃ القرآن" میں مرزا غلام احمد قادیانی کا رد کرتے ہوئے لفظ "خلت" کہ لغوی معنی پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "خلت" مشتق ہے "خلو" سے اور موضوع مکان کی صفت کے لیے اور اس سے مراد جگہ خالی کرنا ہے لسان العرب میں ہے۔ "خلا: خَلا المكانُ والشيءُ يَخْلُو خُلُوّاً وخَلاءً وأَخْلَى إِذا لَمْ يَكُنْ فِيهِ أَحد وَلَا شَيْءَ فِيهِ، وَهُوَ خالٍ"[61]

اور قرآن کریم میں بھی نقل مکان کے لیے آیا ہے جیسے ارشاد باری تعالی ہے۔ "واذا خلو ا الی شیطینھم" یعنی جس وقت یہ منافق اپنے بڑے شیطانوں یعنی رئیسوں کے پاس جاتے ہیں۔[62]

---

[59] Bashir al-Dīn, Mirza Bashir al-Dīn Mahmood Ahmad, Tafsīr Ṣaghīr, Rabwah, Pakistan, Ishāʿat, 1979, p.196

[60] Mehr Ali, Pir Syed Mehr Ali Shah Gilani, Saif Chishtiyā'ī, Aiwān Mehr Ali Trust, Golra Sharīf, Islamabad, Ishāʿat, Ninth Edition, August 2016, p.447

[61] Al-Ifriqī, Muhammad ibn Makrūm ibn ʿAlī, Abū al-Faḍl, Jamāl al-Dīn Ibn Manẓūr al-Anṣārī al-Ruwaīfī al-Ifriqī (al-mutawaffā: 711 H), Lisān al-ʿArab, al-nāshir: Dār Ṣādir – Bīrūt, al-ṭibʿah: al-thālithah, 1414 H, ʿadad al-ajzā': 15, v.14, p.237

[62] Sialkoti, Maulānā Muhammad Ibrāhīm Mīr Sialkoti, Shahādat al-Qur'ān, Dār Abī Ṭayyib, Hamīd Colony, Gujranwālah, Ṭabʿ, February 2024, p.420

اسی طرح آیت "فَخَلُّوْا سَبِيْلَـهُمْ"(التوبہ،۹:۵) یعنی مشرک لوگ جب ایمان لے آئیں۔ اور احکام اسلامی کے پابند ہو جائیں تو ان کا راستہ خالی کر دو یعنی ان سے تعرض نہ کرو۔ ان مذکورہ بالا آیات قرآنیہ میں ایک جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ جانا جسے انتقال مکانی کہتے ہیں اور دوسرے معنی لفظ "خلو" کے جو زمانے کے متعلق ہوتے ہیں گزرنا ہے جیسا ارشاد باری تعالیٰ ہے "بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِى الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ"(الحاقہ ۶۹:۲۴)یعنی جو کچھ تم نے ایام گزشتہ میں کیا اس کے عوض میں جنت کی ان نعمتوں میں رہو۔ اور ہر ذی علم سمجھ سکتا ہے کہ گزرنا زمانے کی صفت بالذات ہوا کرتی ہے اور جن چیزوں پر زمانہ گزرتا ہے یہ معنی یعنی گزرنا بعلاقہ ظرفیت ومظروفیت ان چیزوں کی صفت بھی ہو سکتا ہے مگر بالذات نہیں بلکہ بالعرض ہے۔ پس بہر تقدیر آیت زیر بحث کے معنی یہ ہوں گے کہ جگہ خالی کر گئے اور بیشتر اس کے کئی رسول گزر چکے ہیں اور یہ معنی زندوں اور مردوں دونوں پر آسکتے ہیں کیونکہ جگہ خالی کرنے اور گزرنے کی کیفیت صرف موت ہی میں منحصر نہیں بلکہ یہ لفظ "خلو" مردوں کے حق میں انتقال بالموت کے معنوں میں معین ہو گا اور زندوں کے حق میں جگہ تبدیل کرنے کے معنوں میں۔ اور جس طرح ہم کہا کرتے ہیں کہ اس فلاں شہر میں کئی ایسے حاکم ہو گزرے ہیں پس جس طرح یہ جملہ خواہ وہ حاکم فوت ہو گیا اور خواہ وہاں سے تبدیل ہو کر کسی دوسری جگہ چلا گیا ہو ہر دو حال میں صحیح المعنی رہتا ہے اسی طرح آیت "قد خلت الرسل" میں حضرت مسیح ابن مریم علیہا السلام کے حق میں بدلالت آیت "بل رفعہ اللہ الیہ" النساء،۴:۱۵۸) وغیرہ دوسرے معنی یعنی جگہ کے تبدیل کرنے میں معین ہو گا۔

اور "خلو" کے معنی مرنا اور معدوم ہونا نہیں ہے کیونکہ پھر آیت "سُنَّـةَ اللّـٰهِ الَّتِىْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ" اور "وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّـةِ اللّـٰهِ تَبْدِيْلًا"(الفتح،۴۸:۲۳) میں تناقض واقع ہو گا کیونکہ بموجب مذہب مرزا قادیانی صاحب پہلی آیت کا مفاد یہ ہے کہ سنت اللہ معدوم ہو چکی ہے اور دوسری آیت کا یہ کہ سنت الٰہی تبدیل بھی نہیں ہو سکتی یعنی اسے ہمیشہ کے لیے اپنے حال پر بقا حاصل ہے پس "خلت" سے موت اور عدم مراد لینا اور سمجھنا بالکل باطل ہے۔[63]

5: قرآنی اصطلاح اور لفظ ""یوم الدین" کی تاویل:

"یوم الدین" سے کیا مراد ہے ؟ جمہور مفسرین کے نزدیک "يَوْمِ الدِّيْنِ" کی تفسیر وہی ہے، جو اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں مندرجہ ذیل آیت میں فرمائی ہے۔

"وَمَآ اَدْرٰكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ* ثُمَّ مَآ اَدْرٰكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ* يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا وَّالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ"[64]

---

[63] Sialkoti, Maulānā Muhammad Ibrāhīm Mīr Sialkoti, Shahādat al-Qur'ān, Dār Abī Ṭayyib, Hamīd Colony, Gujranwālah, Ṭabʿ, February 2024, p.422

[64] Al-Infiṭār, 82:17,18,19

" اور تجھے کس چیز نے معلوم کروایا کہ جزا کا دن کیا ہے؟ پھر تجھے کس چیز نے معلوم کروایا کہ جزا کا دن کیا ہے؟ جس دن کوئی جان کسی جان کے لیے کسی چیز کا اختیار نہ رکھے گی اور اس دن حکم صرف اللہ کا ہو گا"۔

جس شخص نے اس آیت کی تفسیر معلوم کر لی، اس نے اللہ تعالیٰ کے اس دن مَلِک بادشاہ ہونے کی وجہ تخصیص معلوم کر لی، جیسے فرمانِ باری تعالیٰ ہے: لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ "[65]

آج کس کی بادشاہی ہے؟ اللہ ہی کی جو ایک ہے، بہت دبدبے والا ہے۔

علامہ ابن کثیر مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ ابن عباس رض کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔ "لَا يملك أحد معه في ذلك اليوم حُكْمًا كَمِلْكِهِمْ فِي الدُّنْيَا، قَالَ: وَيَوْمُ الدِّينِ يَوْمُ الْحِسَابِ لِلْخَلَائِقِ وَهُوَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يُدِينُهُمْ بِأَعْمَالِهِمْ إِنْ خَيْرًا فَخَيْرٌ وَإِنَّ شَرًّا فَشَرٌّ إِلَّا مَنْ عَفَا عَنْهُ. وَكَذَلِكَ قَالَ غَيْرُهُ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَالسَّلَفِ وَهُوَ ظَاهِرٌ"[66]

ترجمہ: اس دن اس کی بادشاہت میں اس کے سوا کوئی بادشاہ نہ ہو گا جیسے کہ دنیا میں مجازاً تھے۔ آیت "یوم الدین " سے مراد مخلوق کے حساب کا یعنی قیامت کا دن ہے جس دن تمام بھلے برے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا ہاں اگر رب کسی برائی سے در گزر کرلے یہ اس کا اختیاری امر ہے۔ صحابہ تابعین اور سلف صالحین سے بھی یہی مروی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب "اعجاز المسیح" کے اندر مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں باطل تاویل کرتے ہوئے لکھا: "وقد کتب اللہ انہ یری نموزج یوم الدین قبل یوم الدین و یحشر الناس بعدموت التقوی وذالک وقت المسیح الموعودوھوزمان ھذا المسکین والیہ اشارہ فی ایۃ یوم الدین "[67]

ترجمہ:"یوم الدین "جو ہے اللہ تعالی نے مسیح موعود یعنی قادیانی کے زمانہ کا نام رکھا ہے۔

پیر مہر علی شاہ گولڑوی جواب میں لکھتے ہیں: "لَّعْنَۃ اللہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ "

اللہ تعالی خود قرآن کریم میں "یوم الدین" کی تفسیر فرماتا ہے: "وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ یَصْلَوْنَھا یَوْمَ الدِّیْنِ"[68]

اور بے شک بدکار بھڑکتی آگ میں ہوں گے، قیامت کے دن اس میں داخل ہوں گے۔

---

[65] Al-Muʾmin, 40:16

[66] Ibn Kathīr, Abū al-Fidāʾ Ismāʿīl ibn ʿUmar ibn Kathīr al-Qurashī al-Baṣrī thumma al-Dimashqī (al-mutawaffā: 774 H), Tafsīr al-Qurʾān al-ʿAẓīm (Ibn Kathīr), al-muḥaqqiq: Muhammad Ḥusayn Shams al-Dīn, al-nāshir: Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, Manshūrāt Muhammad ʿAlī Bayḍūn – Bīrūt, al-ṭibʿah: al-ūlā, 1419 H, v.1, p.46

[67] Qadiani, Mirza Ghulam Ahmad Qadiani, Iʿjāz al-Masīḥ, Majmūʿah Rūḥānī Khazā'in, Nazārat-e-Ishāʿat, Ẓiyāʾ al-Islām Press, Rabwah, v.18, p.144

[68] Al-Infiṭār, 82:15, 16

یعنی گنہگار قیامت کے دن دوزخ میں داخل ہوں گے۔ اگر یوم الدین قادیانی کا زمانہ ہے تو کیا اسی وقت دوزخ میں حساب وکتاب کے بعد داخل ہونا شروع ہو گیا ہے اگلی آیات میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَمَآ اَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ثُمَّ مَآ اَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ "[69]

اور تم تخمینے سے کیا جانو کہ قیامت کا دن کیسا ہو گا، پھر تم تخمینے سے کیا جانو کہ قیامت کا دن کیسا ہو گا وہ دن جب کوئی جان کسی جان کے لیے کسی چیز کی مالک نہ ہو گی اور حکم اس دن اللہ ہی کے لیے ہو گا۔

"یوم الدین" اور "يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا" اور دونوں کا مفاد ایک ہی ہے۔[70]

پیر صاحب نے مذکورہ بالا آیت میں "یوم الدین" سے مراد باقی مفسرین کی طرح قیامت مراد لی ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کی باطل فکر کی تردید کرتے ہوئے اپنے مؤقف کی تائید میں قرآن کریم کی تفسیر کے اصول کو مد نظر رکھا ہے۔

تفسیر قرآن کے اصول میں پہلا اصول قرآن بالقرآن ہے کہ سب سے بہترین تفسیر خود قرآن کریم کرتا ہے اسی اسلوب کو اختیار کرتے ہوئے پیر صاحب نے مرزا قادیانی کے اس باطل فکر کی تردید کی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پیر صاحب آیات قرآنیہ کی تفسیر و تشریح کرتے ہوئے اصول تفسیر پر بھی عبور رکھتے تھے۔

6: قرآنی اصطلاح اور لفظ "الضالین" کی تاویل:

"مغضوب" اور "ضالین" سے کون مراد ہیں؟ قرآن مجید میں "مغضوب، ضالین" یہود و نصاریٰ کو کہا گیا ہے۔ یہود "مغضوب" علم کے باوجود بھٹکے ہوئے نصاریٰ "ضالین" علم مفقود، اللہ تعالیٰ پر بغیر علم کے باتیں تھوپتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حدیث میں ارشاد فرمایا: " فَإِنَّ الْيَهُودَ مَغْضُوبٌ عَلَيْهِمْ وَإِنَّ النَّصَارَى ضُلَّالٌ"[71]

ترجمہ: یہود پر اللہ کا غضب نازل ہو چکا ہے اور نصاریٰ گمراہ ہیں۔

امام قرطبی اپنی تفسیر میں "الضالین" کے متعلق لکھتے ہیں: " فَالْجُمْهُورُ أَنَّ الْمَغْضُوبَ عَلَيْهِمُ الْيَهُودُ، وَالضَّالِّينَ النَّصَارَى، وَجَاءَ ذَلِكَ مُفَسَّرًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيثِ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ وَقِصَّةِ إِسْلَامِهِ، أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ فِي مُسْنَدِهِ، وَالتِّرْمِذِيُّ فِي جَامِعِهِ. وَشَهِدَ لهذا التفسير أيضا قوله سبحانه في اليهود:" وَباؤُ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ" [البقرة: 61 وآل عمران: 112]. وقال:" «1» وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ" [الفتح: 6] وَقَالَ فِي النَّصَارَى:" قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ

69 Al-Infiṭār, 82:17,18,19

70 Mehr Ali, Pir Syed Mehr Ali Shah Gilani, Saif Chishtiyā'ī, Golra Sharīf, Rawalpindi, Ishāʿat chahārum, 1981, p.58

71 Al-Tirmidhī, ʿĪsā al-Tirmidhī, Sunan al-Tirmidhī, Kitāb Tafsīr al-Qurʾān ʿan Rasūl Allāh 2 ,ﷺ, Bāb Wa min Sūrat Fātiḥat al-Kitāb, ḥadīth numbur: 2954

وَأَضَلُّوا كَثِيراً وَضَلُّوا عَنْ سَواءِ السَّبِيلِ" [المائدة: 77]. وَقِيلَ:" الْمَغْضُوب عَلَيْهِمْ" الْمُشْرِكُونَ. وَ" الضَّالِّينَ" الْمُنَافِقُونَ.[72]

ترجمہ: علماء کا اختلاف ہے کہ" المغضوب علیهم"اور" الضآلین "سے کون مراد ہیں۔جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ" المغضوب علیهم "سے مراد یہود ہیں اور الضالین سے مراد نصاریٰ ہیں۔عدی بن حاتم کی حدیث میں اور ان کے اسلام کے قصہ میں نبی کریم ﷺ سے یہ بات تفسیر سے ذکر کی گئی ہے ۔اس حدیث کو ابو داؤد طیالسی نے اپنی مسند میں اور ترمذی نے اپنی جامع میں نقل کیا ہے۔اس تفسیر کی تائید اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے جو یہود کے بارے میں وارد ہے وباء و بغضب من الله(البقرہ) (61: وہ اللہ کے غضب کے مستحق ہوئے۔)اور فرمایا" غضب الله علیهم (الفتح) (6 : ان پر اللہ کا غضب ہوا)اور نصاریٰ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:قد ضلوا من قبل واضلوا كثيرا و ضلوا عن سواء السبيل(المائدہ) (77جو گمراہ ہو چکی ہے پہلے سے (قوم)اور گمراہ کر چکے ہیں بہت سے لوگوں کو اور بھٹک چکے ہیں راہ راست سے) بعض علماء فرماتے ہیں:المغضوب علیهم سے مراد مشرکین ہیں اور الضالین سے مراد منافقین ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی "الضالین اور" مغضوب " کے متعلق لکھتا ہے: "وذكر الضالين في مقام كان واجبا فيه ذكر الدجال كان الامر كما هو زعم الجهال لقال الله في هذه المقام غير المغضوب ولا الدجال"[73]

ترجمہ: اور ضالین یعنی گمراہ ہونے والوں میں دجال کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

اور مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر الدین محمود احمد اپنی کتاب " تفسیر صغیر" میں لکھتا ہے کہ " غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ"[74]

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کے لوگوں کے متعلق نہیں بلکہ اس میں آئندہ زمانہ کے مسلمانوں کے انحطاط کی طرف اشارہ ہے۔[75]

---

[72] Al-Qurṭubī, Abū ʿAbd Allāh Muhammad ibn Aḥmad ibn Abī Bakr ibn Farḥ al-Anṣārī al-Khazrajī Shams al-Dīn al-Qurṭubī (al-mutawaffā: 671 H), al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān = Tafsīr al-Qurṭubī, taḥqīq: Aḥmad al-Bardūnī wa Ibrāhīm Aṭfīsh, al-nāshir: Dār al-Kutub al-Miṣriyyah – al-Qāhirah, al-ṭibʿah: al-thāniyah, 1384 H – 1964 M, ʿadad al-ajzā': 20 juzʾ (fī 10 majalladāt), v.1, p.150

[73] Qadiani, Mirza Ghulam Ahmad Qadiani, Iʿjāz al-Masīḥ, Majmūʿah Rūḥānī Khazā'in, Nazārat-e-Ishāʿat, Ẓiyāʾ al-Islām Press, Rabwah, v.18, p.193

[74] Al-Fātiḥah, 1:7

[75] Bashir al-Dīn, Mirza Bashir al-Dīn Mahmood Ahmad, Tafsīr Ṣaghīr, Rabwah, Pakistan, Ishāʿat, 1979, p.4

پیر سید مہر علی شاہ مرزا قادیانی کے جواب میں لکھتے ہیں دجال کا ذکر "ضالین" کے ضمن میں بسبب عموم مفہوم اس کے ہو چکا ہے اور ذکر شخصی اگر ضروری سمجھا جائے تو پہلے آپ کو چاہئے تھا کیونکہ دجال مفسر، محدث بن کو دھوکہ نہیں دے گا بخلاف آپ کے کہ حامیان اسلام کے لباس میں ممبر پر کھڑے ہو کر تحریف کر رہے ہیں لہذا آپ کا ذکر نہایت ضروری تھا۔[76]

خلاصہ:

قران مجید کی تفسیر و تاویل کا سب سے معتبر اصول تفسیر قرآن بالقرآن ہے۔اس کے بعد حدیث نبویہ اور کلام عرب سے بھی تشریح و تفسیر کی جاتی ہے مگر بعض متجددین اور انحرافی مفسرین نے قرآن مجید کی اصطلاحات کی من مانی تاویلات کیں ہیں اور اس میں کسی اصول تفسیر کی پیروی نہیں کی بلکہ اپنے مذعومہ نظریات اور افکار کو قرآنی معنی پہنائے ہیں اور اس سے اپنے من پسند عقائد وافکار کی تائید حاصل کی ہے۔ ان تاویلات کے کرنے والے میں قادیانی جماعت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے پیروکار بھی شامل ہیں۔ انہوں نے قرآنی اصطلاحات نبی، خاتم، متوفی، خلت، یوم الدین اور ضالین کی باطل تاویلات کی ہیں جس سے وہ اپنے افکار و نظریات کو قرآنی نظریات کے تناظر میں پیش کرتے ہیں ۔ تاویلی نظریات کے ان مفکرین کی تردید میں اردو مفسرین نے اپنی تفاسیر میں رد کیا ہے تاہم پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی نے خصوصی طور پر مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی جماعت کے مفسرین کی تردید میں قرآن حکیم کی نصوص، حدیث و سنت، کلام عرب اور عقلی و نقلی دلائل سے قادیانیت کے باطل تاویلات پر جامع کام کیا ہے اور ان کی تصانیف ھدیۃ الرسول، شمس الھدایۃ فی اثبات حیات المسیح اور سیف چشتیائی میں دیکھا جا سکتا ہے۔ پیر صاحب اور دیگر معاصر مفسرین نے قادیانی مفسرین بالخصوص مرزا غلام احمد قادیانی کی باطل تاویلات کے رد میں جو لکھا ہے اس کا خلاصہ اس مقالہ میں پیش کیا گیا ہے۔

[76] Mehr Ali, Pir Syed Mehr Ali Shah Gilani, Saif Chishtiyā'ī, Aiwān Mehr Ali Shah Trust, Golra Sharīf, Islamabad, Bār Nohum, August 2016, p.116